ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

عشق اور جمالیات

*ڈاکٹر عظمیٰ حسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

The sense of beauty, beauty, and beauty lies in the essence of man. Human beings are fundamentally familiar with beauty and their unconscious and conscious senses are surrounded by beauty. Manifestations of beauty and related themes have always been important in the evolutionary journey of human beings. This is the reason why Jamal and its related matters play a special role in the fabric of thoughts and society in every region. Although its standards and forms of expression are different, but the place of aesthetics belongs to the soul, which gives color to the system of life. Aesthetics is the knowledge that analyzes the inner pleasure derived from the consciousness of beauty obtained through the five senses. What is beauty is a question that intellectuals have been searching for an answer to. Beauty is not the name of proportion or balance. Because beauty is not found only in material things, beauty means the sublimity of the subtle over the mundane and the superior over the inferior. When imagination prevails over matter, and spirit over body, and good over evil, consider it beauty. In the said article, there is a detailed discussion on the relationship between love and aesthetics.

بصد هزار لغت گر مدیح عشق کنم
فزوں ترست جمالش ز جملۂ و بہار
(رومیؔ)

"اللہ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔"

جمال، حسن، خوبصورتی کا احساس انسان کی گھٹی میں پڑا ہے۔ انسان بنیادی طور پر جمال آشنا ہے اور اس کا لاشعور اور شعور احساس حسن کے حصار میں ہے۔ حسن جمال کے مظاہر اور اس سے وابستہ موضوعات ہمیشہ ہی حضرت انسان کے ارتقائی سفر میں اہم رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمال اور اس سے وابستہ معاملات ہر خطہ ارضی میں افکار اور معاشرے کی بُنت میں خاص کردار ادا کرتے ہیں۔ گرچہ اس کے معیارات اور اظہار کی اشکال الگ الگ نظر آتی ہیں لیکن جمال شناسی کا مقام روح کا ہے جس سے نظام حیات میں نیرنگی ہے۔

جمالیات وہ علم ہے جو حواسِ خمسہ کے وسیلے سے حاصل ہونے والے شعورِ جمال سے اخذ کرنے والی باطنی مسرت کا تجزیہ کرتا ہے۔(۱) فیثا غورث نے جمالیات کو فلسفہ کا ایک پہلو قرار دیا تھا، ارسطو نے اسے حسن، حسن کی فطرت وماہیت اور فنون لطیفہ سے قریب ترکیا۔ (۲)

حسن کیا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب کی تلاش میں اہلِ فکرو نظر سرگرداں رہے ہیں۔ یونان کے قدیم ماہر جمالیات فلاطینوس نے حسن کو ایک روحانی رنگ سے معمور کر دیا ہے۔ حسن تناسب یا توازن کا نام نہیں۔ اس لیے کہ حسن صرف مادی اشیاء میں نہیں پایا جاتا، حسن کے معنی ہیں لطیف کے کثیف پر اور اعلیٰ کے ادنیٰ پر حاوی ہونے کا۔ جب تصور مادہ پر اور روح جسم پر اور خیر شر پر غالب ہو تو اُس کو حسن سمجھو۔

حسن کے بارے میں ہیگل کی یہ رائے ہے کہ "تصور کا حسیاتی صورتوں یا وسائل کے ذریعے ظہور کا نام حسن ہے۔ دوسرے لفظوں میں تصور کا اپنے آپ کو حواس پر آشکار کر دینے کا نام حسن ہے۔(۴) ٹوپفر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ حسن جو صداقت کا نور ہے خدا کی حقیقت مطلق ہے۔(۵)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ایلبے پی ویلے۔Albe P.Vallet)

فرانسیسی عالم جمالیات کے مطابق رفیع تر ان حسن میں صداقت و نیکی کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔(۶)

راغب اصفہانی کے مطابق:

"حسن وہ شے ہے جو مسرت بخشتی ہے، یا جو نقل، خواہش یا جس کی رو سے مرغوب ہوتی ہے۔"

قرآن حکیم بھی لفظ حسن کے اس لغوی مفہوم کی تصدیق کرتا ہے اور اس سے ایسی ہی شے مراد لیتا ہے جو دیکھنے والے کو مسرت بخشتی ہے۔

"لونھا تسر النظرین"

مفہوم: اس کا رنگ دیکھنے والوں کو مسرت بخشتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حسن کی صفت سرور انگیزی کو بیان کیا گیا ہے، لیکن دوسری جگہ حسن کی اس صفت کا بظاہر کوئی ذکر نہیں لیکن " جمال "کو اس انداز سے فقرے میں استعمال کیا گیا ہے کہ جمال کی صفت سرور انگیزی خود بخود آشکار ہو گئی ہے۔

"ولم فیھا جمال حن تریحون وحین تسر حون"

مفہوم: اور تمہارے لیے جو پاؤں میں، جب شام وقت چراگاہ سے واپس لاتے ہو اور صبح کو لے جاتے ہو، جمال ہے۔

قرآن حکیم کے نزدیک حسن اور سرور ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں چنانچہ جو حواس کے نزدیک "حسن" ہے اس کو قلب کا "سرور" کہتا ہے۔ حسن کی اس تاثیر سرور آفرینی کو قرآن حکیم نے حسی اعتبار سے "قرۃ العین"، یا آنکھ کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا ہے۔(۷)

قرآن حکیم حسن کی چار صفات کا ذکر بھی کرتا ہے۔

۱۔ ہم آہنگ، بوقلمونی

۲۔ موزونیت

۳۔ اتقان

۴ پاکیزگی(۸)

البتہ وحدت حسن میں چونکہ جاذبیت و سرور انگیزی کا راز مضمر ہے اس لیے حسن کی ہر صفت کو لازم ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی دلکش و سرور انگیز ہو۔(۹) حسن کا احساس اور شعور بلاشبہ ہمیں مبداء حُسن کی طرف سے ودیعت کردہ ہے۔ حسن کے ادراک کے لیے حواس و قلب دونوں کا ہونا ضروری ہے۔(۱۹)

حواس و قلب کی بصیرت ہی حسن کی قدر اور اس سے ملنے والے سرور کا تعین کرتی ہے۔ حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ فطرت کے ایسے اوصاف ہیں جو ادراک حسی کے ذریعے ہمارے نفس شعور کو متاثر کرتے ہیں۔ جس میں حواس کے علاوہ متخلیہ بھی ضروری ہے۔ یہی سبب ہے کہ لون جائنس، برگسان، کانٹ، کبرٹ اور دیگر ہم خیال مغربی مفکرین نے مناظر فطرت کے مشاہدے میں جمالیاتی تجربے کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ اس کے بر خلاف ہیگل، کروچے، بوز انکے اور ان کے ہم نوا ثابت کرتے ہیں کہ اشیائے فطرت میں شعور کا فقدان ہے اور بغیر شعور کے حسن کا تصور ممکن نہیں۔(۱۱)

جمالیاتی حسن کے دائرہ کار کے حوالے سے برنارڈ بوزنکٹ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا اور آخرت، تجربی اور ماوائے تجربی، فطری اور مافوق الفطری کو اگر کوئی متحد کر سکتا ہے تو وہ علم جمالیات ہے۔(۱۲)

جمالیات وہ معیار ہے جو اپنی مرکزی سطح پر تو کائنات کی ہر شے کو اپنے احاطے میں لیتا ہے اور اظہار کی سطح پر اس کے معیارات کا تعین دو رُخ ہوتا ہے۔ ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی۔ یہ دونوں رُخ بھی ایک تاریخی اور معاشرتی اکائی ہوتے ہیں۔ کروچے اور اس کے متبعین تک اکابر حکماء نے حسن کی جتنی تعریفیں کی ہیں اور جمالیات کے جتنے نظریات مرتب کیے ہیں ان کا تعلق ہمارے مادی وجود اور اس کے اسباب وعلائق سے دور ایک ابدی اور ماورائی عالم سے رہا ہے۔ ہم حسن کو ایک غیبی اور عالم ہے۔ غیر جسمانی دنیا کی چیز سمجھتے رہے ہیں جو حسن ہم کو کائنات میں محسوس ہوتا ہے وہ اس مجرد اور مطلق حسن کا ایک ناقص پر تو رہے۔ جو کائنات سے باہر روز ازل سے موجود ہے۔(۱۳)

اس حسن کا ادراک عشق کو راہ دیتا ہے اور پھر شعور جمال میں۔ ایک حرکی قوت موج زن رہتی ہے۔ جو ادراک کے سفر کو تیز تر کرتی ہے۔ اشراقی فلسفہ کے مطابق نور اعلی تمام حرکات کا مبداء ہے اور حرکت کا سبب منور کرنے کی خواہش ہے اور یہی وہ خواہش ہے جو نور کو مضطرب طرب کر دیتی ہے تاکہ یہ اپنی شعاعوں کو تمام چیزوں پر منعکس کر کے ان کی زندگی میں ایک روح پھونک دے اس سے جو تجلیات نمو کرتی ہیں ان کی تعداد لا محدود ہوتی ہے اور ایسی تجلیات جن کی روشنی شدید ہوتی ہے وہ دوسری تجلیات کا سرچشمہ بن جاتی ہیں گویا یہ کائنات ایک سایہ ہے ان بے پناہ تجلیوں کی شعاعوں کا جو نور اعلی سے آتی ہیں۔ کائنات کی اشیاء میں تجلیوں کے سبب حسن کی جانب یہ مستقل حرکت میں رہتی ہیں۔ ایک عشق کا جذبہ نمو پاتا رہتا ہے تاکہ وہ حقیقی نور کے سرچشمہ سے مستفیض ہوتی رہیں۔(۱۴)

قوت عشق کائنات میں کشش کا اور حرکت کا ایک خاص نظام تشکیل دیتی ہے۔ عشق مرکز آرزو کے گرد طواف کرتا ہے۔ اس کی حیثیت اس آبی طوفان کی سی ہے جو کسی مرکزی نقطے کے گرد ایک طوفانی دائرے کی صورت میں گھومتا ہے.... عشق کا امتیازی وصف اس کی رفتار ہے۔۔۔۔ اور عشق کا دائرے میں تیز رفتاری سے سفر ہے۔(۱۵)

اس کی حیثیت کا تعین شعور جمال کی روشنی سے ہوتا ہے جو حسن ازل کے جلوے عرفان و آگہی، بصیرت اور لگن سے پالیتا ہے۔ مولانا رومی کے مطابق "عشق مدرسے کا معلم ذوالجلال ہے۔ ہم طالب علم کی مانند (سبق کی) تکرار کرتے ہیں۔"(۱۶)

عشق کی کیفیت اُس کی دلکشی کے حوالے سے مولانا رومی کے خیال میں "اگر میں دہزار زبانوں (بولیوں) میں عشق کی خوبیاں مان کروں تو، (تو ناکام رہوں گا) کیونکہ عشق کا جمال تمام نقش و نگار سے زیادہ جمیل ہے)" اور فرماتے ہیں کہ:

تمام اجزائے عالم (محبوب حقیقی کے) عاشق ہیں اور ہر عالم کا ہر جزو محبوب کے دیار میں مست ہے۔(۱۷)

حواشی

۱۔ قاضی عبد الستار، جمالیات اور ہندوستانی جمالیات، ۱۹۷۷ء، ادبی پبلیکیشنز علی گڑھ، ص ۱۱

۲۔ شکیل الرحمن، پروفیسر، ادب اور جمالیات ۲۰۱۱ء، ایجوکیشنل ہاؤس، دہلی، ص ۲۸-۲۹۔

۳۔ احمد صدیق مجنوں، تاریخ جمالیات، ۱۹۵۹ء، انجمن ترقی ہند علی گڑھ، ص ۳۷

۴۔ نصیر احمد ناصر، تاریخ جمالیات (جلد دوم)، ۱۹۶۳ء، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص ۱۱۵

۵۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۶۔ ایضاً، ص ۲۶۲

۷۔ نصیر احمد ناصر، تاریخ جمالیات (جلد اول)، ۱۹۶۲ء، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص ۲۲۶۔۲۲۴

۸۔ ایضاً، ص ۲۵۶

۹۔ ایضاً

۱۰۔ تاریخ جمالیات (جلد دوم)۔ص ۲۶۳

۱۱۔ ثریا حسین، ڈاکٹر، جمالیات شرق و غرب، ۱۹۸۳ء، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ص ۱۱۰

۱۲۔ تاریخ جمالیات (جلد دوم) ص ۳۴۶

۱۳۔ احمد صدیق مجنوں، تاریخ جمالیات، ص ۱۵،۱۶

۱۴۔ شکیل الرحمن، پروفیسر، ادب اور جمالیات، ص ۹

۱۵۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تصورات عشق و خرد اقبال کی نظر میں، ۲۰۰۸ء (مطبع پنجم)، اقبال اکادمی پاکستان، ص ۱۲۰-۱۲۱

۱۶۔ لطیف اللہ، پروفیسر، مولانا جلال الدین رومی کا پیام عشق، ۲۰۰۶ء، نئی کتاب پبلشرز نئی دہلی، ص ۱۶-۱۷

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۷